# حج بدل کے احکام وضوابط

[Urdu–اُردو– الأُردية]

فتوی: اسلام سوال وجواب سائٹ

ترجمہ: اسلام سوال وجواب سائٹ

مراجعہ وتنسیق: اسلام ہاؤس ڈاٹ کام

# ضوابط وأحكام حج البدل

فتوى:موقع الإسلام سؤال وجواب

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

مراجعة وتنسيق:موقع دارالإسلام

# حج بدل کے احکام وضوابط

**111794 :سوال**: ہمارے ملک میں کچھ ایسے حج گروپ ہیں جو حج بدل کی سہولت فراہم کرتے ہیں، یعنی ہم انہیں نقدی رقم دیتے ہیں -یہی حج کرنے کیلئے رقم ہوتی ہے- اور پھر اہل علم افراد ہماری طرف سے حج کرتے ہیں، تو کیا یہ جائز ہے؟

Published Date: 2013-10-12

**جواب:**

## الحمدللہ:

بہت سے لوگ حج بدل میں تساہل سے کام لیتے ہیں، جبکہ حجِ بدل کیلئے کچھ خاص شروط و ضوابط اور احکامات ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں، اللہ تعالی سے امید ہے کہ ان سے فائدہ ہو گا:

1- حجۃ الاسلام (فرض حج) کی ہر لحاظ سے طاقت رکھنے والے شخص کی جانب سے حجِ بدل ادا کرنا صحیح نہیں ہے۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اس بات پر اجماع ہے کہ فرض حج کی طاقت رکھنے والے شخص کی طرف سے کوئی دوسرا شخص حج ادا نہیں کر سکتا ہے، ابن منذر کہتے ہیں کہ: اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس پر حج ادا کرنا واجب ہو اور وہ اس کو ادا کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو، تو اس کی طرف سے کیا جانے والا حج بِدل کفایت نہیں کریگا"۔ انتہی (المغني: ٣ / ١٨٥)۔

2-حج بِدل ایسے مریض کی جانب سے کیا جائے گا جس کے شفایاب ہونے کی امید نہ ہو، یا بدنی طور پر عاجز ہو، یا میت کی طرف سے حج بِدل کیا جائے گا،

کسی غریب، یا سیاسی اور امنی طور پر عاجز شخص کی جانب سے حج بدل ادا نہیں کیا جاسکتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جمہور علمائے کرام اس بات کے قائل ہیں کہ حج میں میت، اور بیماری سے شفایابی سے مایوس عاجز شخص کی جانب سے نیابت کی جاسکتی ہے، قاضی عیاض نے مالکی فقہاء کی ان احادیث -جن میں میت کی جانب سے روزہ رکھنا اور حج کرنے کا ذکر ملتا ہے- کی مخالفت میں انکی جانب سے ایک عذر پیش کیا ہے کہ یہ روایت مضطرب ہے، لیکن ان کا یہ

عذر باطل ہے، کیونکہ حدیث میں کوئی اضطراب نہیں ہے، اور اسکے صحیح ہونے کیلئے امام مسلم کا اپنی صحیح میں ذکر کرنا ہی کافی ہے"۔

(شرح النووي على مسلم: ٨ / ٢٧)۔

جس حدیث کی جانب امام نووی رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اور یہ ذکر کیا ہے کہ بعض مالکی علماء نے اس پر اضطراب کا حکم لگایا ہے، وہ حدیث یہ ہے: عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک خاتون نے آکر کہا: "میں نے اپنی والدہ کو ایک

لونڈی صدقہ میں دی تھی، اور پھر وہ فوت ہوگئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہیں تمہارا اجر مل گیا ہے، اور وراثت کی وجہ سے لونڈی تمہارے پاس پھر واپس آگئی ہے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ پر ایک ماہ کے فرض روزے تھے، تو کیا میں یہ روزے انکی طرف سے رکھوں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "اسکی طرف سے روزے رکھو، پھر اس نے کہا: "میری والدہ نے کبھی بھی حج نہیں کیا، تو کیا میں اسکی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟"،

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسکی طرف سے حج کرو“(مسلم (۱۱۴۹)۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”حج میں نیابت کے قائلین اس بات پر متفق ہیں کہ کسی کی طرف سے فرض حج نہیں کیا جاسکتا، سوائے فوت شدگان، یا فالج کے مریضوں کے، چنانچہ ان میں وہ مریض شامل نہیں ہوسکتے جن کے شفایاب ہونے کی امید ہے، اور نہ ہی مجنون؛ اس لئے کہ اسکے افاقہ کی امید ہے، نہ ہی قیدی؛ اس لئے کہ وہ

جیل سے باہر بھی آسکتا ہے، اور نہ ہی فقیر؛ اس لئے کہ وہ بھی غنی ہو سکتا ہے" انتہی

(فتح الباری: ۴ / ۷۰)۔

دائمی کمیٹی کے علماء سے پوچھا گیا:

کیا کوئی مسلمان جس نے پہلے اپنا حج کیا ہوا ہو مُلک چین سے تعلق رکھنے والے اپنے کسی رشتہ دار کی طرف سے حج ادا کر سکتا ہے؟ کیونکہ وہ شخص حج کی ادائیگی کیلئے سفر کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے

توانہوں نے جواب دیا:

"ایسا مسلمان جس نے اپنا حج ادا کر لیا ہے وہ کسی دوسرے کی طرف سے حجِ بدل ادا کر سکتا ہے، جیسے کہ وہ عمر رسیدہ ہے، یا ایسی بیماری میں مبتلا ہے جس سے شفا یاب ہونے کی امید نہیں ہے ، یا وہ فوت ہوچکا ہے؛ اس بارے میں صحیح احادیث موجود ہیں، اور اگر جس کی طرف سے حج کا ارادہ ہے وہ کسی عارضی رکاوٹ کی وجہ سے حج کی ادائیگی نہیں کر سکتا مثلاً: ایسی بیماری اسے لاحق ہے جس سے شفایابی کی امید ہے، یا کوئی سیاسی عذر ہے، یا سفر کیلئے راستہ پر امن نہیں وغیرہ؛ تو ایسی صورت

میں اس کی جانب سے حجِ بدل ادا کرنا کافی نہیں ہو گا“ انتہی.

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز- شیخ عبد الرزاق عفیفي- شیخ عبد اللہ بن قعود (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والإِفتاء: ١١ / ٥١)

3-مالی طور پر عاجز شخص کی طرف سے حجِ بدل ادا نہیں کیا جا سکتا ہے؛ اس لئے کہ غریب آدمی سے حج کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے، جبکہ حجِ بدل جسمانی طور پر عاجز شخص کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے۔

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء سے پوچھا گیا:

کیا کسی کیلئے جائز ہے کہ وہ مکہ سے دور رہائش پذیر اپنے کسی رشتہ دار کی طرف سے عمرہ یا حج کرے؟ اور اس کے پاس مکہ آنے کیلئے وسائل نہیں ہیں، لیکن بدنی طور پر وہ خود طواف وغیرہ کر سکتا ہے۔

تو انہوں نے جواب دیا:

"آپ کے سوال میں مذکور رشتہ دار پر حج اس وقت تک واجب نہیں ہو گا جب تک وہ مالی طور پر حج کی طاقت نہ رکھتا ہو، اور اس کی طرف سے حج یا عمرہ کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ اگر وہ خود

مشاعر تک پہنچ جائے تو وہ خود ہی اس کی دائیگی کر سکتا ہے، جبکہ حج و عمرہ میں نیابت میت یا جسمانی طور پر عاجز شخص کی طرف سے ہوتی ہے" انتہی۔

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز- شیخ عبد الرزاق عفیفی- شیخ عبد اللہ بن غدیان.(فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء: ١١ /٥٢)

4-کوئی شخص اس وقت تک کسی کی طرف سے حج ادا نہیں کر سکتا ہے جب تک اس نے اپنی طرف سے حج نہ ادا کر لیا ہو، اور اگر اس نے اپنا حج کرنے سے پہلے کسی کی طرف سے حج بدل کیا تو وہ اُسی کی

طرف سے ہو گا، کسی دوسرے کی طرف سے ادا نہیں ہو گا۔

دائمی فتوی کمیٹی کے علماء نے کہا:

"کسی انسان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی طرف سے حج کرنے سے پہلے کسی دوسرے کی جانب سے حج ادا کرے، اس کی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا: "میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں" آپ نے فرمایا: "کیا تم نے اپنی طرف سے حج ادا کرلیا ہے؟" اس نے کہا: "نہیں"

آپ ﷺ نے فرمایا: "پہلے اپنی طرف سے حج ادا کرو، پھر شبرمہ کی طرف سے کرنا" انتہی۔

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز... شیخ عبد اللہ بن غدیان (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والإفتاء: ١١ / ٥٠)۔

5-ایک خاتون کسی مرد کی طرف سے حج ادا کرسکتی ہے، جس طرح سے ایک مرد کسی خاتون کی طرف سے حج ادا کرسکتا ہے۔

دائمی فتوی کمیٹی کے علماء نے کہا ہے کہ:

”حج میں نیابت جائز ہے، بشرطیکہ نیابت کرنے والے نے پہلے اپنا حج ادا کرلیا ہو، اسی طرح سے اُس عورت کیلئے بھی حج کی ادائیگی ضروری ہے جسے آپ رقم اس لئے دے رہے ہیں کہ وہ آپ کی والدہ کی طرف سے حجِ بدل ادا کرے، کیونکہ عورت بھی حج کی ادائیگی میں کسی دوسری عورت یا مرد کی طرف سے نیابت کر سکتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دلائل ثابت ہیں“ انتہی۔

(فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء:١١/٥٢)

6- کسی شخص کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ ایک حج میں دو یا زیادہ افراد کی طرف سے کرے، ہاں عمرہ اپنے لئے کرلے یا کسی اور کیلئے اور حج کسی تیسرے شخص کی طرف سے کر سکتا ہے۔

دائمی کمیٹی کے علماء کا کہنا ہے کہ:

"حج میں میت یا ایسے موجود (زندہ) شخص کی طرف سے نیابت جائز ہے جو حج ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، اور کسی شخص کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ ایک (مرتبہ) حج ادا کرے اور اسے دو شخصوں کی جانب سے کردے، اس لئے کہ حج وعمرہ کی ادائیگی تو

صرف ایک شخص کی طرف سے ہو سکتا ہے، لیکن اگر ایک سال میں حج ایک شخص کی طرف سے ہو اور عمرہ کسی اور کی طرف سے کرے تو یہ جائز ہے، بشرطیکہ اس نے اپنا حج یا عمرہ پہلے سے کیا ہوا ہو" انتہی۔

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز- شیخ عبد الرزاق عفیفی- شیخ عبد اللہ بن غدیان- شیخ عبد اللہ بن قعود.(فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والإفتاء:۱۱/۵۸)

7- کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ حجِ بدل سے اس کا مقصد مال لینا ہو، بلکہ مقصدِ حج اور مشاعرِ مقدسہ میں پہنچ کر اپنے بھائی کی طرف سے حج کر کے اس پر احسان کرنا ہو۔

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”حج میں کسی کی طرف سے نیابت کرنا سنت رسول سے ثابت ہے، اس لئے کہ ایک خاتون نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ”اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ! بیشک اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ حج میرے والد پر

بڑھاپے کی حالت میں فرض ہو گیا ہے، اور وہ سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتے، توکیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں"۔

اور حج میں رقم کے بدلے میں نیابت کرنے کے بارے میں یہ ہے کہ: اگر انسان کا مقصد صرف رقم کا حصول ہے تو اس کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "جس نے صرف اس لئے حج کیا تاکہ اس کے ذریعہ کھائے، تو اس کیلئے آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں ہے، اور جو اس لئے

رقم لیتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ حج کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اس لئے نیابت کرنے کیلئے رقم وصول کرتے ہوئے نیت یہ ہو کہ یہ رقم اس کیلئے حج میں مددگار ثابت ہوگی، اور یہ بھی نیت کرے کہ جس کی طرف سے حج کر رہا ہے اسکی ضرورت پوری ہوگی، اس لئے کہ جو حجِ بدل کروا رہا ہے وہ ضرورت مند ہے، اور اسے خوشی ہوتی ہے جب اسے کوئی حجِ بدل کرنے والا مل جاتا ہے، اس لئے حجِ بدل کرنے والے کو حج کی ادائیگی کے

ذریعے احسان کی نیت کرنی چاہیئے، اور اپنی نیت کو پاک رکھنی چاہیئے" انتہی۔

(لقاءات الباب المفتوح: ۸۹ / السؤال ٦)۔

آپ رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا:

"بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ بہت سارے لوگ دوسروں کی طرف سے حج صرف مال کمانے کی غرض سے کرتے ہیں، اور یہ ان کیلئے حرام ہے؛ اس لئے کہ عبادات کو دنیا کمانے کی غرض سے نہیں کیا جاسکتا، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ . أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

"جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہو ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہی بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے

اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں“۔[سورہ ہود: ۱۵- ۱٦]

(فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ)-

”بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے۔ ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں“۔ [سورہ بقرہ:۲۰۰]

اس لئے اللہ تعالی اپنے بندے سے کوئی ایسی عبادت قبول نہیں کرتا جس کا مقصد اللہ کی ذات نہ ہو، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عبادت گاہوں کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنانے سے روکا ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا:"جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد میں خرید و فروخت کر رہا ہے، تو تم اسے کہو: اللہ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے"، پس جب عبادت گاہ کو جائے تجارت بنانے پر اس کے خلاف بد دعا کی جارہی ہے کہ اللہ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے، تو اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے عبادت کو ہی ذریعہ تجارت بنا لیا، گویا کہ اس نے حج کو سامانِ تجارت بنا لیا ہے، یا جیسے اس نے کسی کا گھر یا دیوار بناتے ہوئے اس نے اپنی پیشہ

ورانہ مہارت دکھائی ہے!! آپ دیکھو گے کہ جسے آپ اپنا نائب بنانا چاہتے ہو وہ اس پر بھاؤ لگانا شروع کر دیتا ہے، کہ یہ رقم تو تھوڑی ہے!، مجھے فلاں شخص اس سے زیادہ دے رہا تھا!، یا فلاں نے مجھے حج کیلئے اتنی رقم دی تھی!، وغیرہ وغیرہ، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس شخص نے عبادت کو ایک پیشہ وصناعت بنا لیا ہے، اسی لئے حنبلی فقہاء نے صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ: کسی شخص کو اجرت دے کر حجِ بدل کروانا درست نہیں ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو شخص بھی

حج مال کے حصول کیلئے کرتا ہے اس کے لئے آخرت میں کچھ بھی نہیں، ہاں اگر کسی دینی مقصد سے وہ رقم لیتا ہے، مثال کے طور پر اسکی نیت ہے کہ میں اپنے بھائی کی طرف سے حج کر کے اسے فائدہ پہنچاؤں گا، تو ٹھیک ہے، یا اسکا مقصد مشاعر میں پہنچ کر زیادہ سے زیادہ عبادت، ذکر کرنا ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، یہ نیت درست ہے۔

بے شک جو لوگ حج میں نیابت کرنے کیلئے کسی سے رقم لیتے ہیں ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی نیت

اللہ کے لئے خالص کریں، انکا مقصد بیت اللہ کا حج کرنا ہو، اللہ کا ذکر اور دعائیں کرنا ہو، اور ساتھ میں ایک مسلمان کی حاجت کو پورا کرنا بھی مقصد میں شامل ہو، انہیں چاہئے کہ مال کمانے کی گھٹیا نیت سے دور رہیں، لہذا اگر انکی نیت صرف مال کمانا ہے تو ان کیلئے نیابت کرتے ہوئے رقم کی وصولی درست نہیں ہے، چنانچہ جوں ہی انکی نیت درست ہو گی تو جو کچھ بھی انہیں دیا جائے گا وہ اسی کا ہے، اِلاّ کے باقی بچ جانے والی رقم کی واپسی کیلئے شرط لگا دی جائے" انتہی۔

( الضیاء اللامع من الخطب الجوامع : ۲ / ۴۷۷، ۴۷۸)۔

8-جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور وجوبِ حج کی شرائط مکمل ہونے کے باوجود فریضۂ حج ادا نہ کرسکے ، تو اسکی طرف سے اسکے مال میں سے حج کروانا ضروری ہے، چاہے اس نے حج کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

دائمی کمیٹی کے علمائے کرام کہتے ہیں:

"جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور وجوبِ حج کی شرائط مکمل ہونے کے باوجود فریضۂ حج ادا نہ

کر سکے، تو اسکی طرف سے اسکے مال میں سے حج کرنا ضروری ہے، چاہے اس نے حج کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو، چنانچہ اگر اسکی طرف سے کوئی ایسا شخص حج کر دیتا ہے جس کا حج کرنا درست ہو، اور اس نے پہلے اپنی طرف سے حج کیا ہوا ہو تو میت کی طرف سے اسکا حج کرنا درست ہو گا، اور میت سے فرض کی ادائیگی کیلئے کافی ہو گا" انتہی۔

شیخ عبد العزیز بن باز، شیخ عبد الرزاق عفیفی، شیخ عبد اللہ بن غدیان، شیخ عبد اللہ بن منیع.

(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ:١١/١٠٠)۔

9-کیا حجِ بدل کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا کہ وہ بھی ایسے ہی واپس آئے گا جیسے اسکی ماں نے آج ہی اُسے جنم دیا ہو؟

دائمی کمیٹی کے علمائے کرام کہتے ہیں:

”حجِ بدل کرنے والے کے بارے میں یہ کہنا کہ اسے اپنا حج کرنے کے برابر ثواب ملے گا، یا کم یا زیادہ تو یہ معاملہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد ہے“ انتہی۔

شیخ عبد العزیز بن باز، شیخ عبد الرزاق عفیفی، شیخ عبد اللہ بن غدیان، شیخ عبد اللہ بن منیع.

(فتاوى اللجنة الدائمة: ۱۱/ ۱۰۰)۔

ایسے ہی انہوں نے کہا:

”جس شخص نے اجرت لے لیکر یا بغیر اجرت لئے کسی کے لئے حج کیا تو اسکا ثواب اُسی کو ملے گا جس کی طرف سے حج یا عمرہ کیا ہے، اور حج یا عمرہ بدل کرنے والے کیلئے بھی بہت ہی عظیم ثواب کی امید کی جاسکتی ہے، جو اسے اسکے اخلاص اور نیت کے مطابق ملے گا، اور جو کوئی بھی مسجد الحرام تک پہنچ جائے اور وہاں کثرت سے نفلی عبادتیں کرے، اور دیگر طاعات کے کام سر انجام دے اس کیلئے

اخلاص کی بنیاد پر اجر عظیم کی امید کی جاسکتی ہے“ انتہی۔( فتاوی اللجنۃ الدائمۃ:۱۱/ ۷۷،۷۸)۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”داؤد کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے سعید بن مسیب کو کہا: ابو محمد! ان دونوں میں سے کس کو ثواب ملے گا، حجِ بدل کرنے والے کو یا جس کی طرف سے حج کیا جا رہا ہے اسکو؟ تو سعید نے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ ان دونوں کو دینے کی وسعت رکھتا ہے۔ ابن حزم کہتے ہیں: سعید رحمہ اللہ نے سچ کہا“۔

( المحلی: ۷ / ٦١ )۔

اعمالِ حج سے ہٹ کر حجِ بدل کرنے والا جو کوئی بھی عمل کریگا اسکا ثواب اِسی کرنے والے کو ملے گا، مثلاً: حرم میں نمازوں کی ادائیگی، قرآن مجید کی تلاوت، وغیرہ سب کا ثواب اِسی کرنے والے کو ملے گا نہ کہ جس کی طرف سے حج کیا جارہا ہے۔

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"مناسک سے متعلق تمام اعمال کا ثواب اسی کو ملے گا جس نے اسے حج میں اپنا وکیل بنا کر بھیجا ہے، جبکہ اسکے علاوہ نمازوں کا اضافی اجر اور نفلی طواف

اور قراءت قرآن کا ثواب اِسی کو ملے گا جو حج کرر
ہا ہے نہ کہ موکّل کو" انتہی۔

(الضیاء اللامع من الخطب الجوامع: ۲ / ۴۷۸)۔

10- مستحب یہ ہے کہ اولاد اپنے والدین کی طرف سے حج کریں، اور قریبی رشتہ دار اپنے عزیز کیلیئے، لیکن اگر پھر بھی کوئی کسی کو اجرت دے کر حج کیلیئے بھیج دیتا ہے تو جائز ہے۔

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

"میں چھوٹا سا تھا اس وقت میری والدہ فوت ہو گئیں تھیں، تو میں نے ایک معتمد شخص کو انکی

جانب سے حج کرنے کیلئے اجرت دے کر بھیج دیا تھا، میرے والد بھی فوت ہو چکے ہیں، میں نے اپنے کچھ اقارب سے سنا ہے کہ انہوں نے حج کیا تھا۔

توکیا میرے لئے جائز ہے کہ میں کسی کو اپنی والدہ کی طرف سے حج کرنے کیلئے بھیج دوں، یا مجھے خود ہی انکی طرف سے حج ادا کرنا ہو گا؟ ایسے ہی کیا میں اپنے والدین کی طرف سے حج ادا کروں، اور میں نے سنا ہے کہ انہوں نے پہلے حج کیا تھا؟

توانہوں نے جواب دیا:

”اگر تم خود جا کر حج ادا کرو اور شرعی طور پر مکمل مناسک کو اہتمام کے ساتھ ادا کرو تو یہ واقعی افضل ہے، اور اگر کسی معتمد شخص کو آپ اجرت دیکر انکی طرف سے حج کروا دیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

افضل یہی ہے کہ آپ انکی طرف سے حج اور عمرہ دونوں ادا کریں، ایسے ہی آپ جسکو بھیج رہے ہیں وہ انکی جانب سے حج اور عمرہ ادا کریں، یہ آپکی طرف سے اپنے والدین کیلئے نیکی اور احسان ہوگا، اللہ تعالیٰ آپ سے اور ہم سے تمام نیکیاں قبول

فرمائے" انتھی- ( فتاوی الشیخ ابن باز ۱۶: / ۴۰۸)-

11- کسی کی طرف سے حج کرنے کی یہ شرط نہیں ہے کہ حج کرنے والے کو اسکے نام کا علم ہو، بلکہ صرف اسکی طرف سے نیت ہی کافی ہے-

دائمی کمیٹی کے علماء سے پوچھا گیا:

"میرے عزیز و اقارب میں تقریباً چار افراد ہیں چچا، اور دادا، ان میں خواتین اور مرد دونوں شامل ہیں، جن میں سے کچھ کے ناموں کا مجھے نہیں پتہ ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ انکی طرف سے حجِ بدل

ادا کرنے کیلئے کچھ لوگوں کو اپنے ذاتی خرچے پر بھیج دوں، تو میں کیا کروں؟

تو انہوں نے جواب دیا:

"اگر صورتِ حال ایسی ہی ہے جیسے آپ نے ذکر کی تو جن خواتین و حضرات کے نام آپ جانتے ہو ان کے بارے میں تو کوئی اشکال نہیں، اور جن مرد و خواتین کے ناموں کا آپکو علم نہیں آپ انکی عمر، اور اوصاف کو مد نظر رکھتے ہوئے انکی طرف سے نیت کر سکتے ہیں، حجِ بدل کیلئے صرف نیت ہی کافی ہے، چاہے آپکو انکے ناموں کا علم نہ بھی ہو" انتہی۔

(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ:۱۱/ ۱۷۲)۔

12- جس شخص نے کسی کو اپنی طرف سے حج کیلئے وکیل بنایا تو اُسے آگے کسی اور شخص کو وکیل بنانے کی اجازت نہیں ہے اِلاّ کہ وکیل بنانے والے کی رضامندی حاصل ہو جائے۔

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"نیابۃً حج کرنے والے کسی بھی شخص کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی اور کو وکیل بنائے چاہے تھوڑی یا زیادہ رقم دے یہاں تک کے وکیل بنانے والے کی طرف سے اجازت حاصل کرلے" انتہی۔

(الضیاء اللامع من الخطب الجوامع: ۲/ ۴۷۸)۔

13-کیا نفل حج کیلئے نیابت ہو سکتی ہے؟

علمائے کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے، چنانچہ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ نیابت صرف اور صرف فرض حج ہی میں ہو سکتی ہے۔

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اگر آدمی نے فرض ادا کر لیا ہو اور اسکا ارادہ بنے کہ کسی کو اپنی طرف سے نفل حج یا عمرہ کرنے کیلئے بھیجے، تو اس بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے،

کچھ علماء نے اسے جائز قرار دیا ہے اور کچھ نے منع کیا ہے، میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ یہ منع ہی ہے، اس لئے کسی کیلیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی کو اپنی طرف سے نفل حج یا عمرہ کرنے کیلیئے وکیل بنائے؛ کیونکہ عبادات میں اصل یہ ہے کہ انسان انہیں خود انجام دے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی اپنی طرف سے روزے رکھنے کیلیئے وکیل مقرر نہیں کر سکتا-ہاں اگر کوئی فوت ہو جائے اور اس پر فرض روزے باقی ہوں تو اسکی طرف سے ولی روزے رکھے گا-بعینہ اسی طرح حج کا بھی معاملہ ہے، اور

حج ایک ایسی عبادت ہے جو انسان خود اپنے بدن سے کرتا ہے، یہ کوئی مالی عبادت نہیں ہے جس میں اصل ہدف محتاج شخص ہوتا ہے، اور جب عبادت بدنی ہو کہ انسان خود اسے ادا کرے تو کوئی بھی دوسرا شخص اسکی طرف سے ادا نہیں کر سکتا سوائے ان عبادات کے جن کے بارے میں سنت میں بیان کردیا گیا ہو، جبکہ نفل حج کے بارے میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں جس میں کسی کی طرف سے نفل حج کرنے کی اجازت دی گئی ہو، یہی موقف امام احمد سے منقول دو روایات میں سے

ایک ہے، میری مراد انسان کسی کو نفل حج یا عمرہ میں اپنی طرف سے وکیل نہیں بنا سکتا چاہے وہ خود قادر ہو یا نہ ہو۔

اور جب ہم اس قول پر قائم رہیں گے تو اس سے صاحبِ حیثیت اور جسمانی طاقت رکھنے والے لوگوں کو رغبت ملے گی کہ وہ خود اپنی طرف سے حج ادا کریں؛ اسی لئے کچھ لوگ کئی سالوں تک مکہ نہیں جاتے صرف اس بات پر اعتماد کرتے ہوئے کہ ہم تو ہر سال اپنی طرف سے حجِ بدل کروا دیتے

ہیں، تو اس سے ہر سال حج رہ جاتا ہے کہ اس نے اپنی طرف سے حج کیلئے وکیل بنادیا ہے" انتہی۔

(فتاوی اسلامیۃ: ۲ / ۱۹۲، ۱۹۳)۔

14-حج بدل کیلئے قابل اعتماد، سچے اور امین لوگوں کو تلاش کیا جائے، جنہیں مناسکِ حج کا علم بھی ہو۔

دائمی کمیٹی کے علمائے کرام کہتے ہیں:

"جو شخص کسی کو اپنا نائب مقرر کرنا چاہتا ہے، تو اسے چاہئے کہ دیندار، امین لوگوں کو تلاش کرے اور انہی کو اپنا نائب مقرر کرے، تاکہ واجبات کی ادائیگی کے حوالے سے اسکا دل مطمئن رہے"۔

( فتاوی اللجنۃ الدائمۃ:۱۱/۵۳)۔

واللہ اعلم.

اسلام سوال وجواب سائٹ

(محتاج دُعا:عزیز الرحمن ضیاء اللہ سنابلی azeez90@gmail.com )

IslamHouse.com